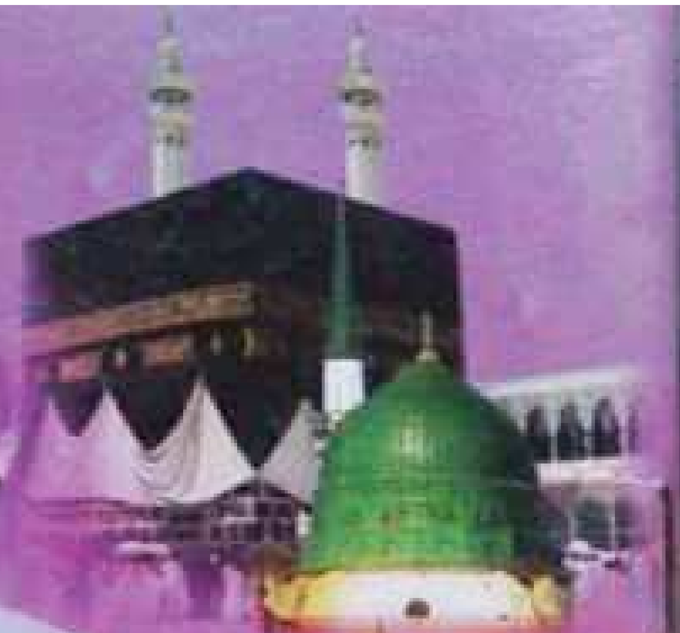


اللہ کی یاد میں مستغرق ذات
جس کے گرد جہاں محوِ طواف

قلندر
کی شرعی تحقیق

از قلم
شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام
خطیب اہلسنت
مولانا سید حمزہ علی قادری

عطاری پبلشرز
دکان نمبر 12 شاہراہ فیضان مدینہ (پی روڈ) [illegible] لیاقت آباد کراچی
فون: 0320-4333547 - 0300-9279354

قلندر کی شرعی تحقیق

تصنیف لطیف

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت ،فیضِ ملّت ،مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ' ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امــا بـعـد! دورِ حاضرہ میں لفظ قلندر بدنامی کی زد میں ہے، حالانکہ ولایت میں یہ ایک بہت بڑے عہدہ و بلند مرتبہ کا حامل ہے۔ یوں سمجھئے کہ جیسے غوث، قطب، ابدال ولایت کے بڑے مراتب وکمالات والے بزرگوں کے القاب ہیں یونہی لفظِ قلندر بھی بڑے باکمال اُولیاء کا لقب ہے۔ لیکن افسوس کہ بدطینت لوگوں نے اپنے اُوپر اور عوام بلا سوچے سمجھے انہیں پر بکثرت استعمال کرنے لگے اور کرتے ہیں مثلاً ریچھ، بندر نچانے اور ان کا تماشہ دکھانے والے قلندر ہیں اور کردار میں نہایت گھٹیا بھنگ وغیرہ کا رگڑا لگانے والے قلندر کہلاتے ہیں اور جو پیر فقیر اور مولوی صوم صلوٰۃ سے عاری اور غلط کاری کا دھنی وہ بھی خود قلندر کہلاتا ہے۔ غرض یہ کہ اس مقدس لفظ کے تقدس کو بُری طرح پامال کیا گیا ہے حالانکہ ہمارے اکابر کاملین اُولیاء کا لقب بھی قلندر ہے مثلاً سیّدنا بوعلی قلندر اور سیّدنا حضرت لعل شہباز قلندر و دیگر بیشمار اُولیاء کرام قلندر ہیں بلکہ قادریہ، چشتیہ کی طرح سے ایک مستقل ''سلسلہ قلندریہ'' ہے جس کا فقیر آگے چل کر مختصر تعارف عرض کریگا اور اس سلسلہ میں بڑے شہبازانِ ولایت اور علم و عمل کے پیکر مشاہیر وابستہ ہیں۔ فقیر نے ۱۳۸۲ھ، ۱۹۹۳ء میں ''تذکرۃ العزیز'' میں کتاب اذکار الابرار مطبوعہ شاہی پریس لکھنؤ دانداما یام سے اس پر بہت بڑی بحث لکھی تھی۔

فقیر اس رسالہ میں لفظ قلندر اور اس کے متعلقات سے بحث کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر رسالے کو فقیر اور ناشر کے لئے توشۂ آخرت اور عوام اہلِ اسلام کے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان ۲۷ جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ

قلندر کے لغوی معنی

حضرت علامہ مولانا غیاث الدین رامپوری مرحوم فرماتے ہیں کہ قلندر دراصل کاف عربی کے ساتھ (کلندر) تھا بمعنی ’’کنڈہ ناتراشیدہ‘‘ یعنی وہ لکڑی جو دروازے کے پیچھے ڈالتے ہیں تاکہ دروازہ جلد نہ کھلے پھر عرب وعجم کے اختلافات اور تغیر زبانوں کی وجہ سے قلندر قاف کے ساتھ ہوگیا اور بعض نے کہا کہ یہ مغرب ہے لیکن پہلا قول صحیح قول ہے۔ بعض لکھتے ہیں قلندر دراصل غلندر (غین معجمہ کے ساتھ) تھا۔ (کذافی الغیاث)

شرعی معنی

اصطلاح میں اس کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ جنہیں حضرت علامہ مولانا شاہ محمد تقی حیدر نے نفحات العنبریہ صفحہ ۶۶۴ میں ان سب کو نقل فرمایا ہے۔ ان سب سے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کا قول نہایت ہی موزوں اور جامع ہے وہ یہ کہ قلندر وہ ہے جو خلائقِ زمانہ سے ظاہری اور باطنی تجربہ حاصل کر چکا ہو اور شریعت وطریقت کا پابند ہو اور بحر وجود وشہود میں غرق رہتا ہو۔ دراصل صوفی اور قلندر ایک ہی ذات کا نام ہے صرف لفظ دو ہیں مسمّٰی ایک۔ مگر حق یہ ہے کہ ان میں عموم وخصوص کی نسبت ہے۔ اس لئے کہ ہر صوفی تو قلندر ہو سکتا ہے لیکن ہر قلندر صوفی نہیں کیونکہ صوفی کا جہاں منتہٰی ہے وہاں سے قلندر کا ابتداء۔ چنانچہ حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر اپنے رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں

’’صوفی منتھیٰ چوبمقصد رسد قلندر گردد‘‘

صوفی جب انتہاء کو پہنچتا ہے تو قلندر بن جاتا ہے۔

فائدہ

جناب ذوقی صاحب اپنی مشہور تصنیف ’’سردبراں‘‘ میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ کے ہاں قلندر کا مقام بہت بلند مانا گیا

ہے۔ یہ لفظ سُریانی زبان میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ حالات و مقامات اور کرامات سے تجاوز کرتا چلا جاتا ہے۔ عالم سے مجرد ہو کر اپنے آپ کو گم کر دیتا ہے۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی رائے میں ''جب صوفی منتہیٰ اپنے مقاصد کو پالیتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔'' جیسے فقیر نے اُوپر عرض کیا ہے۔

زمین و آسمان ھر دو شریفند ☆ قلندر رادریں ھر دو مکاں نیست
نظر در دیدہِ ھا ناقص فتادہ ☆ وگرنہ یار من ازکس نہاں نیست

زمین وآسمان دونوں برگزیدہ مقام سہی لیکن قلندر کا ان ہر دونوں میں مکان نہیں۔ نظر عام آنکھوں کی ناقص ہے ورنہ میرا دوست تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے والے بعض اُوقات دم بخو درہ جاتے ہیں۔

خاک ران جہاں رابحقارت منکر ☆ توچہ دانی کہ دریں گرہ سوارے باشد

دنیا کے گرد وغبار میں اَٹے ہوئے یہ لوگ جب علامہ اقبال کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو

قلندران کہ بہ تسخیر آب وگل کوشند ☆ زشاھاں تاج ستانیدوخرقہ بردوشند

وہ قلندر جو آب وگل کو مسخر کرتے ہیں کہ بادشاہوں سے تاج چھین سکتے ہیں حالانکہ وہ خرقہ بردوش ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام النامنفی الجامی نے کیا خوب کہا ہے۔

قلندر پرتو نورالٰھی ست ☆ قلندر مطلع انوار شاھی ست
قلندرامقام کبریائی ست ☆ قلندردربحر آشنائی ست
قلندرموج بحرلایزالی ست ☆ قلندرنورِ شمع ذوالجلالی ست
قلندرذرہ صحرائے عشق ست ☆ قطرہ قطرہ ودریائے عشق است

ترجمہ

قلندر نور الٰہی کا پَرتو ہے۔ قلندر مطلعِ انوارِ شاہی ہے۔
قلندر کا مقام کبریائی ہے، قلندر بحرِ آشنائی میں مستغرق ہے۔
قلندر لایزالی سمندر کی موج ہے۔ قلندر شمعِ ذوالجلالی کا نور ہے۔
قلندر صحرائے عشق کا ایک ذرہ ہے، قلندر دریائے عشق کا قطرہ ہے۔

مقامِ قلندر

قلندر کے مقام کو متعین کرنے کے لئے عارفانِ حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کئے۔ کتابیں لکھیں، مقالات سپردِ قلم کئے، اُوصاف لکھے۔ مگر حقیقت یہ ہے یہ لا الــہ الا اللہ کے دو حرفوں کا مالک لغت ہائے حجازی کے قارونی خزانے کے نگرانوں کے الفاظ میں نہ سما سکا۔

حضرت شاہ علی قلندر رضی اللہ عنہ نے کس قدر قلندرانہ بات کہی ہے۔

گــر بــوعــلــی نــوائــے قــلــنــدر نــواختــے ☆ صــوفــی بــدے هــر آنــکــه بـعـالـم قلندر است

اگر بوعلی نوائے قلندر بجاتا تو یہ صوفی ہوتا یہی سمجھئے کہ جو کچھ عالم میں ہے وہ قلندر کا ہے۔

خلاصۂ کلام

قلندر کی شخصیت نہ عبارات میں سما سکتی ہے، نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے، نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے، نہ معانی و بیان کے پیمانے میں ناپا جا سکتا ہے۔

قــلــنــدر کــے بــیــائــد درعــبــارت ☆ قــلــنــدر کــے مــگــنــجــد در اشــارت

قلندر عبارت میں کیسے آ سکتا ہے اور قلندر اشارات میں کیسے سما سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کے حدود و قیود کو توڑ کر آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ کوچۂ محبوب میں پہنچنے کے لئے دیر و حرم سے بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔

مــجــرد شــد ازدیــن و دنیــا قــلــنــدر ☆ کــدراہِ حــقــیــقــت ازیــں هــردوبــرتــر

دین و دنیا سے قلندر مجرد ہے اس لئے کہ راہِ حقیقت ان پر دونوں سے برتر ہے۔

افسوس سخت افسوس! قلندر فانی فی اللہ باقی باللہ قسم کے کامل ولی کا نام ہے لیکن افسوس کہ آج کل تو جو بھی صوم وصلوٰۃ سے عاری ہو وہی قلندر ہے یہ بھی ایک جہالت وحماقت ہے اور دراصل حقیقت سے بے بہرگی کہ ہر بدمزاج قلندر بننے لگ گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور میں لفظ قلندر بدنام ہو چکا ہے حالانکہ یہ ایسا مقدس نام ہے کہ معمولی سالک کی وہاں تک رسائی تو کیا اس کی خوشبو سے بھی محروم ہے اس سلسلہ طیبہ کو اہلِ معرفت تو خوب جانتے ہیں کیونکہ ہر خاندان کا ہر بڑا ابزرگ اس سلسلہ سے مربوط ہے۔

اُولیائے قلندر ان کی معمولی فہرست

فقیر ان احمقوں اور پاگلوں کو پھر متوجہ کرتا ہے کہ لفظ قلندر کوئی معمولی مرتبہ نہیں کہ تم ہر نا اہل کو قلندر کہتے پھرو۔ فقیر ایک مختصر فہرست پیش کرتا ہے اس کے بعد اندازہ لگائیں کہ جسے تم قلندر کہہ رہے ہو کیا وہ اس مرتبہ کا ہے یا اس کے برعکس ننگِ زمانہ ہے۔ فہرست معلوم کرنے کے بعد پھر بھی تم قلندر کی توہین کرتے ہو پھر یاد رکھنا کہ تمہاری سزا وہی ہے جو اُولیائے رحمہم اللہ کے بے ادب کی سزا ہے۔

قلندر اُولیاء

سلسلۂ قادریہ کے سرتاج سیّدنا محی الدین غوث الوریٰ شہنشاہِ بغداد سیّد عبد القادر الجیلانی اور سلسلۂ چشتیہ کے سرخیل حضرت معین الملۃ والدین سیّدنا معین الدین الاجمیری اور سلسلۂ نقشبندیہ کے سرخیل سیّدنا بہاؤ الدین نقشبند اور سلسلۂ سہروردیہ کے سیّدنا شہاب الدین سہروردی اور عزیز مکی بزرگ سلسلہ قلندریہ سے موصوف ہیں اور حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت نظامِ الدین اُولیاء، حضرت مخدوم علی احمد صابر، حضرت مخدوم عبد الحق دودلوی، حضرت شمس تبریز، حضرت رومی، حضرت حکیم سنائی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت محی الدین ابنِ العربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخر الدین عراقی، حضرت حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبد الکریم الجیلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد اور ہمارے سلسلۂ اُویسیہ کے بانی حضرت سید التابعین سیّدنا اُویس القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو بسلسلہ قلندریہ میں مشہور ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے ایک ایک نام پر اہلِ ظواہر کے لاکھوں علمائے کرام قربان کئے جا سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بڑے بڑے علمائے کرام اپنے آپ کو طفلِ مکتب کے لقب سے اپنے لئے سؤ ادب سمجھتے ہیں۔ مولانا عبد الباری فرنگی مرحوم حضرت شاہ ابو سعید مجددی، مولانا شاہ عبد الغنی محدث ومہاجر مدنی اسی سلسلۂ قلندریہ سے مربوط تھے اور حضرت مولانا قاضی الہداد جونپوری مرحوم کے تبحر علمی سے ہمارے علمائے کرام بخوبی واقف ہیں لیکن ان کی کیفیت یہ تھی کہ جس سے سلسلۂ قلندریہ میں داخل ہوئے تو جب تک زندہ رہے اپنے مرشد کی قیام گاہ لاہر پور کی طرف نہ کبھی پاؤں پھیلائے اور نہ اس طرف منہ کرکے تھوکا۔ (کذافی اذکار الابرار، صفحہ ۱۲۴)

مولانا حسن بخش علوی جن کی **تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء** اردو دو جلدوں میں بڑی ضخیم کتاب ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ بھی اسی سلسلہ کے مرہونِ منت ہیں۔ قاضی مبارک گرپاموری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب قاضی مبارک ہمارے منطقی طلبہ منتہیٰ ہوکر علامۂ وقت کہلانے کے مستحق بنتے ہیں ان کو بھی اس سلسلہ سے وابستگی ہے۔ (ملاحظہ ہو **نفحات العنبریہ**، صفحہ ۲۷۵)

مولانا شاہ علی اکبر کاکوروی جن کے اکثر حواشی درسی کتب پر ملتے ہیں۔اسی سے متعلق ان کے علاوہ بڑے بڑے علامہ ہیں یہ مختصر رسالہ ان کے مختصر حالات بیان کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا۔مختصراً چند بزرگوں کے اسماء مع مختصر کیفیت آخر میں عرض کرونگا۔(انشاء اللہ)

سوال

جواصطلاح تم نے قلندر کی بیان کی ہے یہ تو مجذوب کی کیفیت ہے اور مجذوب تو ولایت میں ایک ادنیٰ مرتبہ ہوتا ہے وہ نہ سالک اور نہ سالک ساز۔

جواب

صوفیاء میں مجذوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔وہ ملامتیہ سے ہے۔ریاکاری سے بچنے کے لئے ''سنگِ باری طفلاں زمانہ'' کے مقام پر آکھڑا ہوتا ہے۔بزرگوں قلندر علم وخرد کی قائم کردہ حدود کو توڑ کر دور اُوپر نکل جاتا ہے اور ان سرحدوں سے گزرتا ہوا کہتا ہے۔

آنجارسیده ایم که عنقانمی رسید

عنقا بیچارہ تو پھر اپنی رسائی کے لئے پر تولتا ہے۔پرواز کی فضاؤں اور خلاؤں میں تیرتا ہے مگر قلندر کی پرواز تو ملکوت و ناسوت کی پہنائیوں کو خاطر میں نہ لاتی ہوئی کہتی ہے۔

هزار بار مرانوریاں کیں کردند

مگر مجذوب کا معاملہ ان دونوں مقامات سے دگرگوں ہے۔اُسے بیگانے درخورِ محفل نہیں سمجھتے اور اپنے خاطر میں نہیں لاتے وہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بطریق سیر کشفی عیانی چلتا ہے۔طریقِ استدلال سے بالکل ناآشنا ہے۔اس راستے پر چلنے والا سالک بعض اُوقات یادِ باری تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔عالم ومافیہا کے تمام خیالات محو ہوجاتے ہیں منجانب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعثِ ترقیات مزید ہوتی ہے۔اس حالت کو صفائی مبتدی کہتے ہیں جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے۔اس حالت کو صوفی سالک مجذوب کہتے ہیں لیکن صوفی پر مختلف مقامات آتے رہے ہیں،تجلیات وارد ہوتی رہتی ہے۔انہی تجلیات کی ابتدائی منزل میں پھنس کر رہنے والا مجذوب ہے لیکن آگے کی منازل طے کر کے جو انتہائی ولایت کی منزل کو پہونچتا ہے وہ قلندر کا مرتبہ ہے سوال میں مبتدی کا ذکر ہے اور ہمارا مطمحِ نظر منتہیٰ ولی اللہ ہے۔(فافہم)

تائیدِ مزید

فقیر اپنی تائید میں جگر گوشۂ قلندران حضرت علامہ مولانا محمد تقی حیدر مرحوم کی تقریر دربارہ قلندر پیش کرتا ہے جو اُنہوں

نے سلسلۂ قلندری کے مشائخ کے تذکرہ "النفخات العنبریہ" مشتمل بر ۲۰۰ صفحات کے مقدمہ میں سپرد قلم فرمائی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جاننا چاہیے کہ جناب باری عز اسمہ نے جو اپنی ذات کو مع اسماء وصفات کے اپنے ارادۂ کامل کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایا ہے اس کا نام عالم ہے اور چونکہ ارادۂ کامل ہے لہٰذا ایک ایک صفت نے اس ارادہ میں متشکل ہو کر ایک ایک شے بنا دی ہے اور اسی صفت کی مناسبت سے اس شے کا ایک نام ہو گیا ہے چنانچہ ہنگامۂ ظہور میں صفاتِ مختلفہ کے تشکل نے عرش سے لے کر فرش تک اور اُس کے بعد مرتبہ جمادات ونباتات وحیوانات تک مرتب کر کے ایک عظیم الشان اور مفصل عالم دکھا دیا ہے یہاں تک کہ حیوانات کے بعد صفات معہ ذات کے اجمالاً بیک دفعہ اس ارادۂ میں منعکس ہوئی جس سے ہیکل انسانی قائم ہوئی اور چونکہ انعکاس ذات کا ارادہ میں ہوا ہے لہٰذا انسان وہم میں مبتلا ہو گیا ہے اور اُن وہمی صفات کو اپنی صفات میں اور اس وہمی ہیکل کو اپنی صورت سمجھ بیٹھا ہے اور چونکہ ارادۂ حقیقی کا کمال اس امر کا مقتضی ہے کہ ذات صرف کا ظہور بھی قطعِ نظر اسماء وصفات کے وہمی کر دکھائے لہٰذا تعینِ انسانی میں انسان نے اپنے ایک جداگانہ شے سمجھ لیا ہے اور ہر انسان اپنے کو دوسرے کا غیر سمجھے ہوئے ہے گویا ذات نے اپنے اس آئینہ ارادی میں اپنے کو ایک ایک تعین کے مدرکات وتلذذات راحت وتکالیف کا رنج وسرور حاصل کرنے کے لئے رہن کر دیا ہے اسی مقام سے کہا ہے۔

گـرد کـردن ببـاده خـویشتـن را ☆ نهـاون بـرسـرمـی جـان وتـن را

اور یہ اس کی تشبیہ کا کمال ہے۔ پھر جب کسی تعین میں وہ اپنے کمالِ اطلاقی وعلمِ یقینی کا ظہور کرنا چاہتا ہے تو اُس کو ایک اُلجھن اس ہنگامۂ وہمی سے پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ یہ جو جال باندھا ہوا ہے اس کو توڑ کر کسی طرح اپنے مرتبۂ بیرنگی وبے کیفی پر فائز ہو جائے جو اُس کا ذاتی مرتبہ ہے اور ان تمام بکھیڑوں سے پاک ہے اس شخص کو سالک کہتے ہیں اور اسی طرح مولانا رومی ارشاد فرماتے ہیں

چـونـکـه بیرنـگی اسیـر رنگ شـد ☆ مـوسـیٔ بـا مـوسـیٔ درجـنگ شـد

چـون بـه بیرنـگی رسی کـان داشتی ☆ مـوسـی و فـرعـون کـردنـد آشتـی

چنانچہ سالک جب اپنے تعین کو اور ہر شے کے تشکل کو وجودِ مطلق کا وہم سمجھ لیتا ہے تو جاذبہ اطلاقی کی مدد سے اپنے افعال وصفات وہمی کو بلکہ اپنی اس وہمی ذات کو بھی جو اُس نے حق سے علیحدہ ایک شے سمجھ رکھی تھی فانی کر دیتا ہے اور اس کے دیدۂ اعتبار چشمِ بصیرت کے سامنے ہر اک شے کی شیئیت اُٹھ جاتی ہے اور وہ ان سب کو وجود کے مراتب سمجھ کر ان مراتب میں وقتاً فوقتاً عروج کرتا رہتا ہے یہاں تک عالمِ تکوین سے بالاتر قدم رکھتا ہے اور مقامِ واحدیت کے مشاہدہ میں مستغرق ہو کر واحدیت کی تفصیل میں عین وحدت کا اجمال مشاہدہ کرتا ہے اور مقامِ وحدت سے دفعۃً نیستی و بے کیفی احدیت میں گم

ہوجاتا ہے اس مقام پر اس کا واصل نام رکھا جاتا ہے احدیت چونکہ کوئی مقام نہیں ہے ایک مرتبۂ ذاتی کا نام ہے بلکہ اس کو مرتبہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ مراتب و نام سے بالاتر ہے اور وہاں ٹھہراؤ مطلقاً نہیں پس جیسے ہی کہ شخص واصل احدیت میں گم ہوا دفعتہً بقاءِ حق نے پھر اس کو مقامِ وحدت پر فنتدلیٰ کیا اس کے بعد اس کے بغیر اپنے مرتبہ سے جدا ہوئے احدیت کے مراتب کا شہود شروع ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات کو آئینۂ وہم حقیقی میں طرح کہ ظاہر ہے مشاہدہ کرتا ہے اس مرتبہ پر عارف کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے کمالِ ذاتی کو اپنے آئینۂ وہم کامل میں بصورت اسماء وصفات و بہیت عوالم اشیاء ملاحظہ کرتا ہوا اور اس سے اپنی ذاتِ حقہ کا یقین حاصل کرتا ہوا اور اپنے آخری مرتبہ نزول یعنی مرتبۂ انسانی میں پہونچ جاتا ہے اور لباسِ عبودیت زیب تن کرتا ہے یہاں پر اس کو نزول و عروج ایک ہوجاتا ہے اور وہ لاہوت کو ناسوت اور ناسوت کو لاہوت میں دیکھتا اور کُل میں جزو اور جزو میں کُل کا مشاہدہ کرتا ہے اور خود اپنی جسِ وجود میں لاہوت و ناسوت و جزو کُل سب سے مستغنی رہتا ہے اور ہر وقت اپنے کمال سے ایک طرح کی سرور میں رہتا ہے جس کو حیرتِ محمودہ کہتے ہیں اور اس مقام بے مقامی میں انسان کامل عارف تام المعرفت اور قلندر کہتے ہیں جس کی شان میں مولانا احمد جام فرماتے ہیں

قلندر پرتو نورِ الٰہی است ☆ قلندر مطلع انوار شاہی است

قلندر را مقام کبریائی است ☆ قلندر درِ بحر آشنائی است

قلندر موج بحر لایزالی است ☆ قلندر نور شمع ذوالجلالی است

قلندر قطرۂ دریائی عشق است ☆ قلندر ذرۂ صحرائی عشق است

قلندر سری از اسرار بیچون ☆ قلندر از ھواؤ حرص بیرون

قلندر سایۂ پروردگار ست ☆ قلندر محض ذاتِ کردگار است

قلندر را نباشد کفر و ایمان ☆ قلندر را نباشد علم و ایقان

قلندر را نباشد خانمانے ☆ قلندر را نباشد این و آنے

قلندر را نباشد آرزوئے ☆ قلندر را نباشد تارموئے

قلندر را نباشد ابتدائے ☆ قلندر را نباشد انتھائے

قلندر راز ھمہ بیزار باشد ☆ قلندر مخزن اسرار باشد

قلندر بے زمان و بے مکان است ☆ قلندر را نشان بے نشان است

قلندر ھست دریائے معانی ☆ قلندر ھست مرد لامکانی

قلندر قلزم توحید باشد ☆ قلندر چشمۂ تفرید باشد
قلندر از ہمہ مذہب برون است ☆ قلندرانداندکس کہ چون است
قلندر را نباشد هیچ دینے ☆ قلندر را نباشد حرص وکمینے
قلندر کو مبرا از خودی شد ☆ قلندر غرق بحر بیخودی شد
قلندر خرقۂ از عشق دوزد ☆ قلندر خرقۂ کونین سوزد
قلندر را علم از عشق باشد ☆ قلندر را قدم از صدق باشد
قلندر فارغ از کون ومکانست ☆ قلندر را نمید انم چسانست
قلندر مرغ لاهوت ست ایدوست ☆ قلندر باز جبروت است ایدرست
قلندر کسوت مردم گزیند ☆ قلندر را بعالم کس زبیند
قلندر گاہ پنهان گاہ پیدا ☆ قلندر گاہ صورت گاہ معنے
قلندر هر زمان اندر شهوداست ☆ قلندر هر زمان در هست وبوداست
قلندر هر زمانے غرق نوراست ☆ قلندر دائما اندر ظهوراست
قلندر گهہ تجلے کرد برطور ☆ قلندر داد موسیٰ را همه نور
قلندر لی مع اللہ گفت درراز ☆ قلندر با حبیب اللہ ومساز
قلندر گہ درآمد دردل یار ☆ قلندر گہ برآمد بر سردار
قلندر را تجلی هست بسیار ☆ قلندر می نماید بس نمودار
قلندر گہ بشکل آدم آمد ☆ قلندر گہ نباز آدم آمد
قلندر گہ حبیب اللہ باشد ☆ قلندر گہ خلیل اللہ باشد
قلندر شجرۂ این پست وبالا ☆ قلندر ذاتِ پاك حق تعالیٰ
قلندر شوکنون احمد قلندر ☆ قلندر راهمین کارست بهتر

حجۃ العارفین مصنفہ حضرت سید العرفا مجا قلندر لاہر پوری میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی رضی اللہ عنہ کو قلندر کا خطاب جناب رسول خدا ﷺ سے ملا ان کے سلسلہ کے مریدین کو قلندریہ کہتے ہیں اور رسالہ غوثیہ میں ہے کہ

"القلندر دبلسان السریانیة اسم من اسماء اللہ"

قلندر زبان سریانی میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

مراد المریدین میں ہے کہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر کے نزدیک قلندر و صوفی ہم معنی لفظ ہیں۔ اصطلاحاتِ کاشی میں ہے کہ رند اور قلندر کے ایک معنی ہیں۔ زندگی تعریف شارح گلشن راز یہ فرماتے ہیں کہ جو اُوصاف و علامات و احکام تعینات سے بری ہو چکا ہو اور ان سب چیزوں کو محو و فانی پا کر دور کر چکا ہو اور عین قید میں آزاد ہو

خوشا رندی جدا گردیدن از خود برق ناموسش

دو عالم گر خورد برهم بجنبد دست افسوسش

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قلندر وہ ہے کہ جو علائق روزگار سے مجرد ہو کر تجرید ظاہری و باطنی حاصل کر چکا ہو اور شریعت و طریقت کا کوئی دقیقہ و نکتہ اس سے فروگذاشت نہ ہوتا ہو اور بحرِ وجود و دریائے شہود میں مستغرق رہتا ہے اور مقصود الطالبین میں ہے کہ قلندر وہ ہے جو نقوش و اشکال عادتی و آمال بے سعادتی سے مجرد و باصفا ہو گیا ہو اور جس نے مرتبۂ روحی پر ترقی کر کے قیود تکلفات رسمی و تعریفات اسمی سے خلاص ہو کر خط کونین سے مونہہ پھیر گیا اور سب کو حق سے حق کے لئے دیکھتا ہو اور اپنے آپ کو سب سے منقطع کر کے عاشق جمال ذوالجلال ہو رہا ہو اور اس مرتبہ پر فائز ہو کر قیود نفس و عقل سے خلاص ہو کر نشاط و انبساط و اشارت و بشارت سے بے تعلق ہو گیا ہو اور ملامتی و صوفی و قلندر میں فرق یہ ہے کہ قلندر تجرید و تفرید میں کامل ہو کر اپنے تخریب عادات و کتم عبادات میں نہایت کوشاں رہتا ہے اور ملامتی اپنے عبادات کو غیر سے چھپاتا ہے اور صوفی کا قلب بالکل خلق میں مشغول نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کی رد و قبول کی وہ پرواہ کرتا ہے۔

بردر میکده رندان قلندر باشند ☆ که ستانند و دهند افسر شاهنشاهی

خشت زیرسروبرتاك هفت اختر پائے ☆ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاهی

گر تراسلطنت فقر به بخشذاے دل ☆ کمتر ملك تو از ماه بودتاماهی

باگدایان درمیکده اے سالك راه ☆ باادب باش گر از سرخدا آگاهی

قطع این بادپه بی همرهی خضر نکن ☆ ظلماتِ است تبرس از خطر گمراهی

همچو جم جرعه مے کش که بسیر ملکوت ☆ پرتو جام جهان بین دهدت آگاهی

حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر لاہر پوری نے اپنے اکیسویں مکتوب میں حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر جونپوری کو لکھا ہے کہ **قلندر کسی هست که از حال و مقامات و کرامات گذشته باشد چون شیخ عبدالعزیز مکی بران درجه رسید آنحضرت ﷺ بخطاب قلندر ممتاز ساخت۔**

چونکه اوازمصطفیٰ این نام یافت ☆ درجهان معرفت آرام یافت

عارف محقق مولانا مغربی اسی مقام سے فرماتے ہیں

تاهر تودیدیم زذرات گدشبتیم ☆ وزجمله صفات ازپی آن ذات گدشبتیم

چون جمله جهاں مظهرآیات وجودند ☆ اندرطلب ازمظهر وآیات گدشبتیم

باماسخن ازکشف و کرامات مگوئید ☆ چون بازسرکشف وکرامات گدشبتیم

بسیاررزاحوال ومقامات مافید ☆ باماکه زاحوال ومقامات گد شبتیم

از خانقه وصومعه وزادیه رستیم ☆ زاوراورهیدهیم وزاوقات گد شبتیم

ازمدرسۂ و درس مقامات بحسبتیم ☆ وازشبه وتشکیك و سوالات گد شبتیم

از کعبۂ وبتخانه وزنار وچلیپا ☆ وزمیکدۂ وکوی اخرابات گد شبتیم

درخلوتِ تاریك ریاضات کشیدیم ☆ درواقعه ازسبع سموات گدشبتیم

دردِ سراشادزمادورکن ای پیر ☆ گز پیر و مریدی وارادات گدشبتیم

دیدیم که انیهاهمگی خوابوخیال است ☆ مردانه ازیں خواب وخیالات گد شبتیم

ای شیخ اگر جمله کمالات تو این است ☆ خوش باش گزین جمله کمالات گدشبتیم

اینها بحقیقت همه آفات طریق اند ☆ المنته لله که زآفات گدشبتیم

ماازپے نوریکه بود مشرق انوار ☆ از مغربی و کوکب ومشکوۃ گدشبتیم

درفقرات حضرت خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی میں ہے قلندری تجرید حقیقت خود است از موافع ودور کردن انچه از جانب اوست وباقی داشتن انچه از جانب حق است سبحانه و تعالیٰ و گم کردن خودرابحیثتیے که هر چند خود راجویدنیا بدچنانکه مرید ذوالنون مصری قدس سره از حضرت بایزید بسطامی پرسید که بایز ید کجاست دی گفت که سی سال است که بایزید رامیجویم نمی بایم اگر تو بتوانی یافت بجو۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ صوفی منتهے چون بمقصدر سد قلندر گردو۔ حضرت شاہ حسین بلخی فرماتے ہیں

قلندر کے بیاید در عبادت ☆ قلندر کے بگنجددراشارت

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ فرقۂ قلندریہ کوایسا طیب قلب اورسرورِ حضورِحق ومشاہدہ حاصل

ہوتا ہے اور اس قدر سکر حال و مستی باطن پر غلبہ کرتی ہے کہ ان کے اعمالِ ظاہری یعنی نوافل و آداب تناول لذات مباحات میں قلت ہوجاتی ہے محض سرور حضور باطن پر اکتفا کرتے ہیں مگر ترکِ فرائض نہیں کرتے۔ حضرت شیخ رکن الدین لطائف قدوسی میں اپنے والد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے اس حکایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ نے شرح کی رعایت کی جو یہ فرمایا حالانکہ میں نے حضراتِ قلندریہ سے ترکِ فرائض ہوتے بھی سُنا ہے جیسے حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر و خواجہ محمد قلندر وغیرہ اور میں نے حضرت شیخ حسین سرہرپوری قلندر کو دیکھا جو باوجود عالم متجر ہونے کے بالکل تارکِ فرائض تھے۔ ایک روز میں نے اُن کے بابت حضرت شیخ محمد فخر الدین جونپوری سے پوچھا بھی تو اُنہوں نے یہ فرمایا ہم اس کے بابت نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ وہ قلندر ہیں اور ہم صوفی نیز اس میں ہے کہ ترکِ فرائض **من حیث الظاہر** کا طعن ہم نہیں کر سکتے اس لئے کہ حضرتِ حق نے حضور ﷺ کو مرتبۂ وحی ایسا عطا فرمایا ہے کہ ایک حال اور ایک وقت میں بجسدِ ارواح اپنے کو چند جگہ دکھا سکتے ہیں اگر ایک مقام پر ترکِ فرائض کرتے ہوں تو کیا عجب کہ دوسرے مقام پر فرائض ادا کرتے ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دارومدار تکالیف شرعیہ کا عقل پر ہے اور چونکہ ان کی عقلیں بوجۂ غلبۂ حال کے مغلوب ہوجاتی ہیں تو وہ اہلِ سکر کے حکم میں ہیں اور سکاری پر تکالیف شرعیہ نہیں ہیں **السکاری معدودون** (نشہ والے معذور ہیں) لہٰذا وہ بھی غیر مکلّف اور حدودِ شرعیہ سے آزاد ہیں اگرچہ **من حیث الظاہر** بعض اُمور میں ان سے ہوشیاری ملاحظہ ہوا انتہٰی نیز حضرات شاہ نعمت اللہ قلندر رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ "**ذکر قلندر حق ست که از همه عالم مستحق ست دین قلندر دانا که اوست بر همه تو توانا دنیائ قلندر تفرید که بشارت میدهد بتوحید علم قلندر سهو و عمل قلندر محمو وراه قلندر عشق ست و العشق هو الله.**" المختصر جو شخص کہ باوصاف مذکورۂ بالا متصف ہوگا اس کو قلندر مشرب کہیں گے خواہ وہ کسی سلسلہ یا کسی خاندان کا ہو جیسا کہ حضرت شیخ محمد چشتی دہلوی کتاب مطلوب الطالبین میں خانوادہ قلندریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ اس خاندان کے مبداء حضرت شاہ حید رو شاہ حسین قلندر بلخی ہیں اور ہر سلسلہ میں سے جو شخص ابدال کے مرتبہ پر پہونچا وہ قلندر مشرب ہوا جیسے حضرت شمس تبریز سہروردی، حضرت مولانائے رومی سہروردی، حضرت فخر الدین عراقی سہروردی، خواجہ حافظ شیرازی، خواجہ مسعود بک چشتی وغیرہ دیگر خاندان کے حضرات قلندر مشرب تھے انتہٰی۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری کتاب مراۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ بارہویں خانوادہ میں حضرات قلندریہ ہیں اور یہ حضرات مختلف سلاسل کے بزرگانِ دین ہیں جنھوں نے مشربِ قلندریہ اختیار کرلیا ہے چنانچہ حضرت شیخ محمد قلندر اور ان کے مریدین بھی یہی مشربِ عظیم القدر رکھتے تھے یہ شعر انہیں کا ہے۔

ما ز دریائیم و دریا هم زماست ☆ این سخن داند کسے کو آشناست

اور خواجہ ابو اسحاق مغربی و حضرت ابو تراب بخشی وغیرہ کا یہی مشرب تھا اور بہت سے خاندانوں کے بزرگانِ دین اسی مشرب پر ہوئے ہیں اور ابدال اکثر اسی مشرب میں ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی اقتباس الانوار میں خانوادۂ قلندریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ خلفائے حضرت فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ سے حضرت سید علاء الدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ اور ان کے خلیفہ حضرت سید شمس الدین ترک پانی پتی قلندر مشرب تھے اور حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

زمین و آسمان هردوشریف اند ☆ قلندر رادرین هردومکان نیست

نظر در دید با ناقصِ فتاده ☆ دگرنه یار من ارکبس نهاں نیست

حضرت سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار ان کے ہیں۔

اندررہِ عشق سرسری نتوان رفت ☆ نادیده ره قلندری نتوانِ رفت

خواهی که پس ازکفر بیابی ایمان ☆ تاجان ندهی به کافری نتوانِ رفت

حضرت خواجہ مسعود بک خلیفہ شیخ رکن الدین شیخ شہاب الدین امام حضرت سلطان المشائخ بھی قلندر مشرب اور بڑے عارف بیباک تھے یہ شعر اُن کا ہے

مجرد شوازدین و دنیا قلندر ☆ که راهِ حقیقت ازین هردوبرتر

اور حضرت مخدوم شیخ عبدالحق ردولوی خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی چشتی و حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا بھی یہی مشرب تھا نیز حضرت شیخ مودود لاری استاد حضرت شیخ امان پانی پتی و خود حضرت شیخ امان شارح لوائح کا یہی مشرب تھا اور حضرت شیخ جلال الدین قریشی بھی قلندر مشرب تھے یہ شعر انہیں کا ہے۔

من مست می عشقم هشیار نخواهم شد ☆ از رندی و قلاشی بیزار نخواهم شد

حضرت شیخ سیف الدین والد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و خلیفہ حضرت شیخ امان پانی پتی بھی اسی مشرب میں تھے جیسا کہ اخبار الاخیار میں مذکور ہے اور حضرت خواجہ محمد عبدالباقی معروف بخواجہ باقی باللہ نقشبندی کابلی کا بھی یہی مشرب تھا جیسا کہ اُنہوں نے ایک مکتوب میں حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی اپنے خلیفہ کو لکھا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ "شما کتب محققین مطالعه نکرده اید که طریقه رسول اللہ ﷺ بے تفاوتے طریقه ایشا نست اخفاو عدم امتیاز از خلق و شکستگی و متواضع بودن و خودرا اور دائره عوام انداختن و اکتفابستن معتاده نمودن وبااسباب ظاهری توسل نمودن طریقه حضرت مصطفےٰ ست ﷺ چنانکه شیخ محی الدین ابنِ عربی

"در کتاب فتوحاتِ مکیه گوید که هذامقام رسول الله و مقام ابی بکر الصدیق ومن المشائخ ابی یزید البسطامی وحمدون القصادوابی سعید الاحزار ومن السادات ابو السعود ابن الشبلے وھذاحالنا." انتہٰی خواجہ عبید اللہ المعروف بہ خواجہ خورو خلف رشید حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت شاہ گلشن نقشبندی مجددی بھی قلندر مشرب تھے۔ حضرت فخر الدین عراقی فرماتے ہیں۔

تاصومعه و مدرسه ویران نشود ☆ این کار قلندری بسامان نشود
تاایمان کفر و کفرایمان نشود ☆ یك بنده حقیقتاً مسلمان نشود

حضرت مولانائے شمس الدین تبریز فرماتے ہیں

بزم شراب لعل خرابات کافری ☆ کارقلندر ست وقلندررازوبری
سیمرغ کوه قاف مقام قلندری ☆ وصف قلندراست قلندرازوبری

حضرت سید المجذوبین شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی فرماتے ہیں

بردراه قلندررابه پیما وسراسربین ☆ بهرگامی از وصد سرفگنده افسرو سربین
چه موسیٰ وچه عیسی وچه پیرمرسلان احمد ☆ چه ترساوچه مغ آنجاهمه گشته برابربین

نه ملك آنجانه درویشی نه پیوندست وخویشی
نه کیش است ونه بی کیشی بحرفی جمله مضمربین
نه آنجا کفرونه ایمان نه آنجاحجت وبرهان
نه آنجاآیۂ قرآن همه کج راست بادربین
قلندر رانواز شها خدائے اراگذارش ها
خداندر قلندر دان قلندراخداخوربین

حضرت غوثِ ملت لسان الحق شاہ تراب علی قلندر علوی قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں

اهل حقیقت است اوقائل بوحدت است او ☆ برحق بودانا الحق درمشرب قلندر
اوبگذردرهستی کوشد بحق پرستی ☆ حرف دوئی نشنودکس از لب قلندر
امی بخیرچه پرسی رازمذهب قلندر ☆ جزنورحق نتابدردر کوکب قلندر
روزش حضورباحق شب غیبت ست الخلق ☆ رنگی عجیب داردروز وشب قلندر

عبدالعزیز مکی شیخ است ومقتدایش　　از لطف او برآید هر مطلب قلندر
تعلیم حق گرفتم مثل تراب من هم　　تانام حق بخوانم در مکتب قلندر

جناب منشی وہاج الدین صاحب رسالہ کبریت الاحمر میں لکھتے ہیں کہ قلندری مقامِ رسول اللہی کا نام ہے جس کی نسبت کتاب بحرالمعانی میں میں نے یہ حدیث دیکھی ہے

انی اعراف رجالاً من امتی فی لیلة المعراج مقامهم فی مقامی عند الله

بیشک میں پہچانتا ہوں مردوں کو اپنی اُمت سے شبِ معراج میں جن کا مقام میرے مقام پر ہے اللہ کے نزدیک۔

صحابہ کرام کو یہ مقامِ قلندری یکہ بعد دیگرے نصیب ہوا اور ان میں کوئی فرق بعد اس مقام کے حاصل ہونے کے ایک دوسرے سے نہیں ہے اور یہی مقام دوازدہ امام کو بالترتیب یکہ بعد دیگرے حاصل ہوا اور حضرت اُویس قرنی بھی اس مقام پر فائز ہوئے ہیں اور بعد اس کے دیگر خاندانوں میں جن کی تعداد مجھے مفصل طور پر ٹھیک معلوم نہیں ہے ان میں سے اسامی ذیل میرے علم میں بھی خاص کر مقامِ قلندری پر فائز ہوئے ہیں۔ حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت غوثِ الاعظم قلندرانِ سلسلہ قلندریہ وقادریہ جن میں ہمارے یہاں کے حضرات داخل ہیں ومتقدمین سلسلہ نقشبندیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری، حضرت مخدوم عبدالحق ردولوی، حضرت شمس تبریز، حضرت مولانائے رومی، حضرت حکیم ثنائی، حضرت فریدالدین عطار، حضرت محی الدین ابنِ عربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخرالدین عراقی، حضرت مولانا حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبدالکریم جیلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد وغیرہ وغیرہ ان حضرات میں کوئی فرق نہیں اگر کچھ فرق ہے تو ذاتی نسبتوں کا باقی جس خاندان میں جن حضرات کا مقامِ قلندری نہیں ہوا ہے اس خاندان کے نسبتیں اسمائی وصفاتی مختلف ہیں۔ مثلاً خاندانِ قلندریہ کے نسبت مرد کہی جائیگی اور خاندانِ قادریہ کے نسبت بھی مرد کی کہی جائیگی اور یہ نسبت بسبب جامعیت کے قلندر سے اعلیٰ ہے اور قلندر کی نسبت بسبب رندی وآزادی کے قادریہ سے اعلیٰ ہے اور چشتیہ کی نسبت عورت کی ہے۔ متاخرین نقشبندیہ کی نسبت چونکہ تقلیدی مجاہدہ کی ہے یعنی تحقیقی نہیں ہے لہٰذا قلندری وقادری نسبت سے کم ہے اور وہ نسبت برقلب موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام ہے پس جو فرق حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اور حضور ﷺ سے ہے وہی فرق نقشبندیہ وقلندریہ خاندان میں ہے اور یہ طریقہ قلندریہ عظیم الشان ہے جس کی کوئی حد نہیں مگر بسبب گمنامی وعدم پسندیدگی شہرت کے اس خاندان کے حضرات نے اپنے آپ کو خاک میں ملا دیا ہے اس مقام وحالتِ قلندری کے بیان میں کلام مجید میں اصحابِ کہف کا قصہ ہے جو اُن کی بیخودی ہے وہ قلندر کا محو ہے اور جو اُن کی

بیداری درمیان میں ہے یہ قلندر کا صحو ہے اور ہر شخص کو یہ مقام از روئے نص کے حاصل ہوسکتا ہے بشرط کہ جاذبہ الٰہی شاملِ حال ہو وہ نص یہ ہے۔

"قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطو من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب انه ھو الغفور الرحیم." (کہہ دو اے میرے وہ بندوں جنہوں نے اپنی ذاتوں پر اسراف کیا نہ نا اُمید ہو تم اللہ کی رحمت سے اللہ بخشے گا کل گناہ بیشک وہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے) اور یہ وہ مقام ہے جس کے حصول کے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے شیطان کے پاس بھیجا تھا جس کا ذکر حضرت فرید الدین عطار کے قصیدہ میں ہے اور جس کی انتہائے حصول کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اُمت محمدی میں داخل ہو کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرینگے۔ مجھ کو ایک واقعہ میں یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ صفِ اول حضور حق میں ایسے قلندروں کا ہر شخص ہے اور وہ ایسی بہشت میں ہے کہ جہاں صور کے بیع وشرا ہوتی ہے اور یہ صفِ اول "لی مقعد صدق عند ملیک مقتدر" (بیچ جگہ صدق کے مالک قدرت والے کے پاس) کے ہے جس کو حضرت نجم الدین رازی نے کتاب مرصاد العباد میں لکھا ہے۔ انتھیٰ بقدر الضرورت المختصر اعلیٰ ترین ہر خاندان میں مقام قلندری ہے کہ جس کی کوئی حد وانتہا نہیں۔

قلندر معنی داردکه درگفتن نمی آرید

اب اس مضمون کو چند اشعار حضرت شاہ حفیظ اللہ خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر مہونوی پر ختم کرتا ہوں

قلندر مظہر خاص الٰہی است ☆ قلندر محرم سر کماھی است

قلندر ذات حق برجائے دیدہ ☆ قلندر دیدہ گوید نے شنیدہ

قلندر رہبر ھر دوجھان است ☆ قلندر واقفِ سر نہان است

اگر خواھی کہ باشی پیر و رہبر ☆ قلندر شو قلندر شو قلندر

قلندر گو قلندر گو قلندر ☆ قلندر جو قلندر جو قلندر

قلندر شد خدادان و خدابین ☆ قلندر باش واسرار خدابین

قلندر دانداز اسرار تشبیه ☆ قلندر بنیداز تشبیه تنزیھه

قلندر شد معرا از علایق ☆ قلندر شد مبرا از خلایق

قلندر بادشاہ دین ودنیاست ☆ قلندر رازدار سر مولیٰ است

قلندر راچه بیندکور مھجور ☆ قلندر راچه داند از خدادور

قلندر چہ گویم من زادصاف قلندر ☆ چہ ذات حالیست اللہ اکبر
خداوندا ز لطفِ بندہ پرور ☆ مرا کن از غلامان قلندر

سلسلہ قلندریہ

جیسا کہ فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ سلسلہ قلندریہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ (اُویسیہ) کی طرح بھی ایک مستقل سلسلہ ہے اس سلسلہ سے وابستگان مشاہیر اُولیاء کاملین ہیں اس کے متعلق فقیر مختصر سا تعارف عرض کردے۔

اس سلسلہ کے بانی سیدنا حضرت عزیز مکی قدس سرہ ہیں اور یہ حضرت عزیز مکی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ظہورِ اقدس سے بہت پہلے عالمِ ظہور میں قدم رکھ چکے تھے آپ قدس سرہ حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اُولاد سے ہیں اور حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں زندہ موجود تھے۔

تعارف بانی سلسلہ قلندریہ

حضرت الشیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آپ صالح نبی علیہ السلام کی اُولاد سے ہیں طویل عمر پائی یہاں تک کہ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر اصحابِ صفہ میں شامل ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ اقدس تک زندہ تھے اور غزوۂ صفین میں بھی شمولیت فرمائی (رسالہ غوثیہ) آپ قدس سرہ پر سکر کا غلبہ تھا۔ تیں چالیس سال تک عالمِ سکر میں رہتے اسی کیفیت میں مختلف مقامات سے سیر کرتے ہوئے پاکپتن شریف پہونچے یہ جگہ آپ قدس سرہ کو پسند آگئی اور فرمایا کہ سردابہ (غار) میں اُترتا ہوں تم اسے بند کردینا اسی مقام پر حل شبہات کے لئے سیدنا بہاؤ الحق ملتانی اور سیدنا گنج شکر حاضر ہوئے آپ قدس سرہ نے ان کے آنے پر سردابہ سے باہر آکر ان کے شبہات حل فرمائے، اس کے بعد فرمایا میں سردابہ میں واپس جاتا ہوں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں باہر آؤنگا۔ آپ قدس سرہ کے سردابہ کے مقام پر آپ قدس سرہ کا مزار پاکپتن شریف میں مشہور ہے۔ آپ قدس سرہ ۱۲ ذوالحجہ کو سردابہ (غار) میں تشریف لے گئے اور فرمایا اس سردابہ کو کبھی نہ کھولنا چنانچہ ۱۲ ذوالحجہ کو آپ قدس سرہ کا عرس ہوتا ہے اب ۷ ساون سے ۱۰ ساون تک ہوتا ہے۔ تفصیلی حالات مع دلائل فقیر کی تصنیف ''تذکرۃ العزیز عرف عزیز مکی'' میں پڑھیئے۔

فائدہ

آپ قدس سرہ کا لقب عبداللہ علمبردار بھی ہے۔

سوال

ہم سلسلۂ قلندریہ کے شبہات میں شاکی ہیں تم نے بانی سلسلہ کے متعلق مزید شبہات میں ڈال دیا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ

ایک شخص اتنی طویل عمر گذارے اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے جا ملے، عقل مانتی نہیں شرعاً بھی یہ بات مشکوک ہے؟

جواب

قادرِ مطلق کی قدرت سے بعید نہیں اور نہ صرف حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہے بلکہ بیشمار بندگانِ خدا اس طویل العمری کی دولت سے نوازے گئے ۔حضرت امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ اور پھر امامِ اہلسنّت علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی شرح شفا للقاضی عیاض المسمٰی بہ نسیم الریاض میں متعدد اسی قسم کے واقعات ملتے ہیں جسے اہلِ شرع نے آنکھیں بند کرکے مانا ہے ۔سیدنا عزیز مکی قدس سرہ کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس تک زندہ موجود ہونا اسی قبیل سے ہے البتہ ان کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہنا اور پھر سردابہ میں تشریف لیجانا اور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آخر دور میں ظاہر ہونا بظاہر مشکل سا ہے لیکن حضرات اصحابِ کہف کے حالات جاننے والے حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو مشکل نہیں سمجھتے بفضلہٖ تعالیٰ فقیر اُویسی غفرلہٗ اسی موضوع پر بہت بڑے دلائل قائم کرسکتا ہے لیکن بخوف طوالت ایک حوالہ پر اکتفاء کر کے مضمون کو ختم کرتا ہے۔حضرت علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری ۸۰۸ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب حیوۃ الحیوان صفحہ ۲۴۸ جلد ۳ میں فرماتے ہیں

یقال ان النبی ﷺ سال ربہ ان یریہ ایاھم فقال تعالیٰ انک لن تراھم فی دارالدنیا ولکن ابعث الیھم اربعة من اخیار اصحابک لیلغو ھم رسالتک ویدعوھم الی الایمان بک فقال رسول اللہ ﷺ لجبریل کیف ابعث الیھم فقال ابسطہ کساوک واجلس علی طرف من اطرافہ ابابکر وعلی الثانی عمر وعلی الثالث علیا وعلی الرابع ثم ادع الرخاء المسخرة لسلیمان بن داؤد علیھما السلام فان اللہ تعالیٰ امرھا ان تطیعیک فضعل النبی ﷺ ما امر بہ فحملتھم الریح حتی انطلقت بھم الی باب الکھف فلما دنو امن الباب قلعو امنہ حجرامقام الطلب فنج علیھم حین البصر الضن وھر وحمل علیھم قلما رآھم حزک راسہ وبصیص بذنبہ واوما براسہ ان ادخلوا الکھف قد خلو افقالو السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ فرد اللہ علیھم ارواحھم فقاموا با جمعھم وقالو اوعلیکم السلام وعلی محمد رسول اللہ السلام مادامت السموات والارض وعلیکم بما بلغتم ثم چلسو ابا جمعھم یتحدثون فآمنوا بمحمد ﷺ وقبلوادین الاسلام وقالوا اقراو امحمد امنا السلام ثم اخذ وامضا جعھم وصاروا الی رقدتھم الی آخر الزمان عند خروج المھدی ویقال ان المھدی مسلم علیھم فحیھم اللہ

ثم یرجعون الی رقدتھم فلا یقومون الیٰ یوم القیامۃ.

ترجمہ

حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی الٰہ العلمین اصحاب کہف سے ملاقات کروا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ﷺ دنیا میں نہیں آخرت میں انہیں دیکھیں گے البتہ آپ ﷺ اپنے چار خلفاء بھیج دیجئے تاکہ جا کر آپ ﷺ کی رسالت کا پیغام پہنچا دیں اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ وہاں یہ صاحبان کیسے پہونچیں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اپنی چادر مبارک بچھائیے اور ایک کونہ پر حضرت صدیقِ اکبر اور دوسرے پر حضرت عمر کو تیسرے پر حضرت علی اور چوتھے پر حضرت ابوذر، ایک روایت میں تیسرے پر حضرت عثمان کو چوتھے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بٹھائیے اور ہوا کو حکم دیجئے وہ جس طرح حضرت سلیمان بن داؤد علیٰ نبینا و علیہما السلام کے تابع تھی اسی طرح آپ ﷺ کے بھی تابع ہے آپ ﷺ اسے حکم دیجئے وہ آپ ﷺ کا حکم مانے گی آپ ﷺ نے ایسے ہی ہوا کو حکم دیا اور ان حضرات کو ہوا کہف کے دروازے پر لے گئی جب یہ حضرات دروازے پر پہنچے تو اصحابِ کہف کا کتا اُٹھا اور بھو نکنے لگا لیکن جب ان حضرات کے چہرہ پر نگاہ پڑی تو قدموں پر گر پڑا اور اصحابِ کہف کی طرف اشارہ کر کے ان کے ہاں لے گیا۔ اصحابِ کہف کو السلام و علیکم کہا انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور حضرات خلفاء راشدین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کا جواب یوں دیا۔ وعلیکم السلام و علیٰ الی محمد رسول اللہ السلام مادامت السموات والارض تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور حضور ﷺ پر ایمان لائے اور سلام عرض کئے پھر وہ اپنے مقام پر چلے گئے جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ آخری زمانہ پر تشریف لائیں گے تو ان کو السلام و علیکم کہیں گے تو یہ حضرات اُٹھ کھڑے ہوں گے اس کے بعد پھر اپنی قیام گاہ میں چلے جائیں گے اور پھر قیامت تک نہیں اُٹھیں گے۔

فائدہ

جب حضرات اصحابِ کہف رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہف میں تشریف فرمانا پھر حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملنا اور پھر ان کا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا شرعاً ممنوع نہیں ایک حقیقت ہے تو پھر شریعت کی آڑ میں آ کر سیدنا عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اشکال پیش کرنے کا کیا معنی اور طویل العمری اُنہونی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے ایک بھی نہیں سینکڑوں واقعات ہیں، چند واقعات فقیر نے اپنی تصنیف ''طویل العمر لوگ'' میں بیان کئے ہیں۔

سلسلہ قلندریہ کی سند

حضرت علامہ عبد العلی بحر العلوم لکھنوی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ ''ثم مثل الرتن یدعون الاولیاء

القلندريه البررة الكرام صحبة عبد الله ويلقبونه بعلمبردار وينسبون خرقتهم اليه ويدعون اسناد امتصلاً ويحكون حكاية عجيبة ويدعون بقائه قريب من ستماة سنة فلا مجال نسبة الكذب اليهم فانهم اولياء الله صاحب الكرامات محفوظون من الله." (واللہ اعلم)

ترجمہ

پھر بابارتن کی ہی ایسی بات کا دعویٰ حضراتِ اُولیاء کرام قلندر یہ کرتے ہیں یعنی صحابیت عبد اللہ کے بارے میں اور ان کو علمبر دار کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور حکایاتِ عجیبہ بیان کرتے ہیں اور چھ سو برس کی زندگی کا دعویٰ کرتے ہیں پس ان اُمور کو غلط خیال کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ اُولیاء اللہ صاحبِ کرامات ہیں وہ منجانب اللہ محفوظ ہیں۔ (واللہ اعلم)

آپ سے جو سلسلہ جاری ہوا دو قسم ہے

(۱) قلندر یہ مکیہ جو بلا واسطہ حضور ﷺ سے حاصل کیا

(۲) قلندر یہ علویہ بواسطہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہ حبیب ﷺ

ان دونوں سلسلوں کے اکابر اُولیاء ہندوستان میں موجود ہیں۔

علمائے فرنگی محل لکھنو

ان علماء کی علمی حیثیت سے اہلِ علم باخبر ہیں ان جلیل القدر کی سند سلسلہ مصافحہ حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔

شاہ عبد الرزاق فرنگی محلی نے مولانا عبد الوحید سے مصافحہ کیا اُنہوں نے اپنے والد مولانا عبد الواحد سے اُنہوں نے اپنے جد مکرم علامہ بحر العلوم عبد العلی سے انہوں نے مولانا امین سید جونپوری سے اُنہوں نے حاجی صفۃ اللہ خیر آبادی سے اُنہوں نے حضرت شیخ عبد اللہ جنی سے اُنہوں نے شیخ عبد اللہ علمبر دار سے اُنہوں نے حضور ﷺ سے مصافحہ کیا۔

سوال

سلسلے تو صرف چار مشہور ہیں یہ قلندر یہ کہاں سے نکل آیا؟

جواب

اہلِ علم کو معلوم ہے کہ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ ذاتِ باری تعالیٰ کے ملنے کے اتنے بیشمار طریقے ہیں جتنا ریت کے ذرات بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے باوجود صرف چار سلسلے مشہور ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس سلسلہ کے خلفاء عالم میں زیادہ پھیلے وہی دنیا میں مشہور ہو گئے اس کی مثال فقہ اسلامی کی ہے کہ اس میں چار مسالک مشہور ہیں حالانکہ دورِ اجتہاد

میں بیشمار مذاہب جاری ہوئے لیکن ان چاروں مذاہب کے متعلقین دنیا میں زیادہ پھیل گئے بنابریں یہی مشہور ہو گئے باقی ایک مدت چلے پھر ختم ہو گئے لیکن سلسلۂ تصوف میں یہ بات نہیں اگرچہ شہرت ان چاروں کو ہے لیکن دوسرے سلاسل بھی جاری ہیں اگرچہ ان سے کم سہی اور انشاء اللہ تاقیامت جاری رہینگے۔

یہ حال سلسلہ اُویسیہ کا ہے بعض صاحبان نے یہ غلط کہا ہے کہ سلسلہ اُویسیہ کوئی سلسلہ نہیں اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ''ذکر اُویس'' میں پڑھیئے۔

خلفاء سلسلہ قلندریہ

مناقب القلندریہ میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی صحابی رضی اللہ عنہ کے چار خلفاء ہیں (۱) سید خضر رومی (۲) سید خضر پائی دوز (۳) سید میران محمود پکی پا (۴) سید میران نتھر۔ آپ قدس سرہ کے خلفاء اُولیاءِ کاملین سے اور صاحبِ کرامات تھے۔ سید میران محمود پکی پا رضی اللہ عنہ واصل باللہ تھے ان کے مزار کی جس نے زیارت کی اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت پوری فرمائی ان کا مزار نوساری ضلع گجرات (انڈیا) میں ہے۔ اس سلسلہ کے بزرگوں کا سلسلہ طویل ہے اور ان کی کرامات اور ان کے مفصل حالات ''النفحات العنبریہ فی السلسلة القلندریہ'' میں ہیں۔

قصہ اڑھائی قلندر کا

یہ بات محض افسانہ معلوم ہوتی ہے کہ دنیا میں کُل اڑھائی قلندر ہیں اور یہ بھی مبالغہ ہے کہ قلندر غوثِ اعظم سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے اس لئے کہ فقیر اسی رسالہ کے آغاز میں لکھ چکا ہے کہ قلندر کا آخری مقام ومنزل فنا ہے کہ سالک ذاتِ حق سے رنگا جائے قلندر میں علاوہ دیگر خصوصیات کے مقامِ فنا خصوصیت سے حاصل ہوتا ہے گویا ہر فانی فی اللہ وباقی باللہ ولی کامل قلندر ہے جیسا کہ فقیر نے چند کاملین رحمھم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی عرض بھی کئے ہیں۔ چند ایک اور ملاحظہ ہوں حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابوسعید، حضرت ابواسماعیل، حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابوعبداللہ، امام ابوالقاسم، ابوعثمان نیشاپوری، ابوالمنصور اصفہانی، محمد بن حسن وغیرھم (رحمھم اللہ تعالیٰ) ہاں خصوصیت سے یہ لقب واصطلاح حضرت عبدالعزیز مکی کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا تھا۔ (سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۱)

برصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رضی اللہ عنہ کو یہ لقب عطا ہوا، جس کا مختصر تذکرہ آتا ہے پھر اس لقب سے شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نوازے گئے۔ آپ پانی پت میں حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک عرصہ مقیم رہے اور خوب استفادہ کیا۔ آپ پانی پت میں رہ کر ایک عرصہ تک شہباز بنے۔ باز، شاہین، عقاب، دراصل یہ صوفیانہ اصطلاحات ہیں ان سے مراد فضائے بسیط میں آزادانہ پرواز کے ہیں۔

صوفیہ کرام کے نزدیک فضائے بسیط موجوداتِ عالم ہیں اور پروازِ فکر ونظر اور مشاہدہ ہے۔

حضرت قلندر شہباز رضی اللہ عنہ کو حضرت شاہ بوعلی قلندر رضی اللہ عنہ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا کلاہ چہار ترکی سے نوازے گئے۔(سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۸)

قلندر کی منازل

فقیر قلندر کی مختصر منازل عرض کرتا ہے اور جو ان منازل کو طے کر لے وہ قلندر ہے تمام قلندر کہلوانے والوں میں منازل طے کرنا تو دور کی بات ہے ان منازل سے شناسائی بھی مشکل نظر آتی ہے۔صوفیہ کرام کے نزدیک قلندر کی مشرب ایک منفرد اور انوکھا طریقہ ہے جس سے ایک بندہ نفسِ امارہ کو زیرِ فرمان کر کے اپنے صانع اور خالقِ حقیقی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور دنیا کی طاغوتی طاقت کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے اسی وجہ سے قادرِ مطلق کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا۔قلندر اپنی عبادت و نیکی کو چھپاتا ہے وہ سراپا اخلاص ہوتا ہے۔مشاہدۂ حق سے حقائق تک رسائی حاصل کرتا ہے ایسی لذت سے سرشار ہوتا ہے جس کی شرح زبان و بیان سے نہیں ہوسکتی۔صوفیہ کرام کے نزدیک کئی ایسے بزرگ ہیں جیسے حسن بلخی، شمس تبریزی، خواجہ اسحاق مغربی، عارف رومی صاحبِ مثنوی، حافظ شیرازی، شیخ بوعلی قلندر، شیخ علی صابر رحمہم اللہ تعالیٰ، ان سب کے احوال قلندرانہ تھے۔ (سوانح شہباز، صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱)

فیصلہ

قلندر کا ظاہر معمولی آدمی جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے دوشِ عزیمت پر جز ردائیں پر مائی ہوتی ہے ان کی قیمت شاہانِ تخت بھی چاہتے تو ادا نہیں کر سکتے تھے ان کے قربِ الٰہی کی منازل بلند پرواز ہیں اس معنٰی پر جہاں اڑھائی قلندر کا تصور ہے وہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ بالا کے اوصاف سے بیشمار اُولیاءِ کبار رحمہم اللہ تعالیٰ موصوف تھے اگرچہ وہ ایسی اصطلاح سے مشہور نہ تھے اور یہ ضروری نہیں ہر معروف صفت سے تمام اُولیاءکرام معروف ہوں اس سے لفاظ اور جھوٹے مدعیانِ قلندریت کا بھی ردہو گیا جو ایک طرف بندگانِ نفس ہیں دوسری طرف احکاماتِ الٰہی کی پیروی سے یکسر عاری و خالی۔

مشاہیرِ قلندر

ہاں جو لفظ قلندر سے معروف ہیں وہ یہ حضرات ہیں۔

(۱) سیدنا عبدالعزیز مکی صحابی علمبردار رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر مختصراً پہلے عرض کیا گیا ہے مفصل تذکرہ فقیر کی تصنیف ''تذکرہ العزیز عرف عزیز مکی'' میں پڑھیئے۔

(۲) حضرت شیخ بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، انگریز مؤرخ آرنلڈ تاریخ پانی پت کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ

راجپوت قوم شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کی بدولت مشرف با اسلام ہوئی، اس قوم کا سربراہ امیر سنگھ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت ہوا، تاریخ میں ان کے عجیب حالات آتے ہیں۔ آپ پانی پت ہی میں پیدا ہوئے پاک وطن بزرگوں کی علم پروری کے باعث یہ قصبہ گہوارہ علوم بنا ہوا تھا، آپ متداول علومِ عربی، فارسی سے فارغ التحصیل ہوئے تھے اور آپ کو منتہی عربی کتب میں خوب دسترس حاصل تھی، بیس سال تک آپ دہلی میں مدرس اور مفتی کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ کے مکتوبات جو اخبار الاخیار میں نقل ہوئے ہیں بڑے کام کی چیز ہیں، نہایت پاکیزہ، لطیف اور شستہ تحریر ہے۔ تبرکاً فقیر آگے چل کر عرض کریگا۔

حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ کو مصنف کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اُن کا رسالہ "حکم نامہ" دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس زمانہ کے کبار علماء آپ کے علم، تقویٰ اور بزرگی کے قائل تھے، درس و تدریس کی مسند کو چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جانے کا واقعہ بھی بہت عجیب و غریب ہے جس سے آپ کی زندگی کا وہ دور شروع ہوا جسے قلندرانہ کہا جاتا ہے۔ یہ واردات بے اختیارانہ ایک فقیر کے اثر سے ان پر وارد ہوئی تھی جس نے خویش و بیگانہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔ بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔

دست از طلب نہ دارم تاکام من برآید ☆ تاتن رسید بجاناں یاجان زتن برآید

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اب یہ حال تھا کہ مطلوب کی جستجو میں دربدر بھٹک رہے تھے اور پکارتے تھے

سالہا در طلب روی نکو دربدرم ☆ روی بنماد خلاصم کن ازیں دربدری

ہر کس و ناکس سے پوچھتے میرے درد کی دوا کہاں ملے گی؟ ایک بزرگ نے کہا جس راہ سے یہ درد تم تک پہنچا ہے اسی راہ سے دوا بھی میسر آئے گی۔ یعنی یہ مرض تمہارے باطن سے رونما ہوا ہے علاج کے لئے بھی باطن کی طرف رجوع کرو۔

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید.

تمہارا مطلوب تم سے دور نہیں ہے۔

یار ما با ما است کیاز ما جدا ست ☆ ماهی ما پر دو داریا ر ماست

بوعلی قلندر فقیر یعنی حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں کہ میں ترکِ علائق کرنا چاہتا ہوں جواب ملتا ہے ابھی نہیں، ایک دن اپنا سب کچھ لٹا کر حاضر ہوئے فقیر نے غلبۂ جوش دیکھا تو گلے سے لگالیا فرمایا محبتِ الٰہی نے آج سارے بندھن توڑ ڈالے۔

پیتم کہانی کہتا ہوں سنو سکھی تم آئے ☆ پیو کو ڈھونڈن ہوں گئی آئی آپ گنوائے

یعنی میں عشق کی کہانی کہتا ہوں دوستو! آؤ اور سنو، میں دوست کی جستجو کے لئے گیا تھا خود کو بھی گم کر آیا۔

یہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تھے جن سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات فرمائی، حالت ان کی یہ ہوتی تھی کہ لوگ دن کو انہیں ہنستا ہوا دیکھتے تھے اور رات کی تاریکی میں ان کے گریہ کی آواز سنتے تھے، موت کے ذکر سے ان پر موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی یعنی ان کا ہر عضو بدن مر جاتا تھا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ہوش کے وقت کیفیت یہ ہوتی کہ مسجد کو اپنے کپڑوں سے صاف کرتے۔

ماں کا ادب

آپ (بوعلی قلندر) جب اپنی ماں کے سامنے ہوتے تو ان کی آواز نہایت پست ہو جاتی اور ان پر بیمار ہونے کا شبہ ہوتا۔

(سوانح شہباز، صفحہ ۱۶۷)

شریعت کا پاس اور پیار

ایک دفعہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رضی اللہ عنہ کی مونچھیں بہت بڑھ گئیں مریدوں میں سے کسی کی جرأت نہ تھی کہ آپ سے کہہ دیں کہ حضرت انہیں درست کروا لیجئے۔

ایک دفعہ حضرت مولانا ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ جو شریعت کا کوڑا ہاتھ میں لئے پھرتے تھے، آپ کے ہاں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت دیکھ کر قینچی منگوائی اور ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی مونچھوں کو درست کر دیا، کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو یہ کہہ کر چوما کرتے تھے کہ یہ شریعت کی راہ میں پکڑی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا روضہ پانی پت میں ایک پُر رونق جگہ پر ہے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر برائے حصولِ برکت زیارت کو آتے ہیں۔ (اخبار الاخیار)

مکتوب نمبر 1

(۱) اے بھائی! جب تجھ پر خدا کی عنایت ہوئی تو اس نے تیرے اندر ایک جذبہ پیدا کر دیا اور تجھے خود رائی سے بچا لیا اور پھر تم میں عشق پیدا کر کے حُسن کا جلوہ دکھا دیا، جب تم عشق کو پہچان لوگے تو لامحالہ معشوق کو بھی پہچان لوگے اور تم بھی معشوق کے حقیقی عاشق بن جاؤ گے اور جب معشوق اور عاشق ایک دوسرے سے ملیں گے تو تجھے معشوق کے طریقہ اور عاشق کے فریضہ کے نقش پا پر چلنا ہوگا تا کہ تو عاشق و معشوق کو پہچان سکے۔

(۲) اے بھائی! معشوق کو بھی آپ ہی کی شکل و صورت میں خدا نے پیدا کیا ہے اور معشوق کو تمہارے اندر اس لئے بھیجا گیا ہے تا کہ وہ تمہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے۔

(۳) اے بھائی! اللہ نے جنت اور دوزخ دونوں کو پیدا فرما کر ان دونوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں تم کو بھر دوں گا اور پُر کر دوں گا، معشوق کو اس کے عاشقوں سمیت جنت میں داخل کیا جائے گا اور شیطان کو اُس کے چیلوں سمیت دوزخ میں جھونکا جائے گا۔

(۴) اے بھائی! جنت اور دوزخ میں عاشق ہی اپنے حسنِ عشق اور خرابِ عشق کی وجہ سے داخل کیے جائیں گے۔ بہشت دوستوں سے وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں سے فراق کا، یہ فراق کافر اور منافق لوگوں کے لئے ہوگا اور رسولِ کریم ﷺ کے عاشقوں کے لئے وصال ہوگا۔

(۵) اے بھائی! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کہ درخت کو خود اپنی اور پھولوں و پھل کی خبر تک نہیں اور اسی طرح اس نے گنے کو تیرے لئے شیریں بنایا اور اس کو اپنے مٹھاس کی خبر نہیں، اسی طرح ہرن کی ناف میں مشک رکھا اور اس کو بھی اس کی خبر نہیں، سمندری گاؤ سے عنبر پیدا کیا اور اس کو اس کی خبر نہیں اور مشک بلاؤ سے تمہارے لئے زباد پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں اور ایک قسم کے درخت سے کافور پیدا کیا اور کافور کو اس کی خبر نہیں، صندل کو تمہارے لئے پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں۔

(۶) اے بھائی! عاشق بنو اور اس جہان کو معشوق کا حسن سمجھو، اسی طرح اپنی ذات کو بھی معشوق کا حسن سمجھو، عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تا کہ تیرے آئینہ میں اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا محرم اسرار بنائے اور الانســـــان ســـــری ، تمہاری ہی شان میں ہے، عاشق بن کر ہمیشہ حسن دیکھتے رہو اور دنیا اور آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت نبی کریم ﷺ کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی، تم ان دونوں کے متعلق معلوم کرو کہ یہ کس لئے پیدا کی گئی ہے اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔

(۷) اے بھائی! اپنے نفس کو خوب سمجھ لے، جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو دنیا کی حقیقت خود بخود تیرے سامنے واضح ہو جائے گی اسی طرح روح کو بھی پہچانو اس لئے کہ روح کی معرفت پر آخرت کی معرفت موقوف ہے۔

(۸) اے بھائی! اس دنیا میں جو حسن تزین کفر اور اہلِ کفر کو دیا گیا ہے اسے عاشق لوگ ہی پہچانتے ہیں، سو جو دنیا کا عاشق ہے اس کا معشوق حسنِ کفر ہے۔

(۹) اے بھائی! اپنی معرفت حاصل کرو اور اپنی ذات پہچانو، جب اپنی ذات میں عاشق بن جاؤ اور معشوق کو اپنے اندر ہی معائنہ کرو اور حسن کو اپنے دل کے آئینہ میں دیکھو

آں شاھد معنی کہ ھمہ طالب اویند ✰ ھم اوست کہ از چادرِ تو ساختہ سرپوش
درباد یۂ ھجر چرا بند بما نیم ✰ درمین و صالیم نگار است در آغوش

وہ معشوق ہے جس کے تمام طالب ہیں، یہ وہی ہے جس نے تمہاری چادر سے اپنا سر چھپالیا ہے، ہم ہجر کے غم سے جنگلوں میں کیوں جائیں، اس لئے کہ معشوق تو ہمارے آغوش میں ہے

(۱۰) اے بھائی! گڑ کا ایک ٹکڑا اور اُس سے سو گولیاں بناؤ اور ہر ایک کا الگ الگ نام رکھو، مثلاً اُن میں سے کسی کا نام گھوڑا اور کسی کا نام ہاتھی وغیرہ رکھو تو جب تک وہ چیزیں ان ہی شکلوں میں ہیں جو تم نے بنائیں اور اُن کے نام رکھے اُس وقت تک تو اُن کے وہی نام رہیں گے لیکن اگر ان تمام شکلوں کو ملا دو تو اُن کے نام ختم ہو جائیں گے اور وہی نام یعنی گڑ رہ جائے گا۔

(۱۱) اے بھائی! کچھ خبر نہیں کہ لوگوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، لوگ کیا رہے ہیں، کیا کریں گے اور انہیں فی الواقع کیا کرنا چاہیئے۔ میں ہر وقت اسی شش و پنج میں مبتلا ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ وہ ہمارے آئینۂ دل کو اس لئے صاف وستھرا کر رہا ہے تا کہ عاشقوں کو اس میں اپنا جمال دکھائے اور عاشقِ خستہ حال کو بتلا دے کہ میں معشوق ہوں، عاشق کا فریضہ اور کام یہ ہے کہ وہ معشوق کے احکام کی فرمانبرداری اور اُسی کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرے اور اپنے کو عشق اور حسن معشوق سے معمور کرے اور اس حسن میں محو ہو کر عاشق سب کو فراموش کر دے اور باطن میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر اس پر عمل کرے۔

(۱۲) اے بھائی! کبھی نفس کا خیال آتا ہے تو فوراً ہی حال میں بھیجیال کی موافقت کا فر کھانے کمانے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں اور دنیا کی زیب و زینت اس خیال کو مزید ترقی دیتی ہے۔

معشوقوں کے دروازوں کا چکر لگاتا ہوں حالانکہ اس راہ کے عاشق و معشوق دونوں ہی ذلیل و خوار ہیں اور دونوں کو دنیاوی زیب و زینت میں محو ہو کر اپنی ذلت و خواری کی خبر نہیں رہتی اور اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ کس سے ایفائے عہد کیا جائے اور کس سے نہ کیا جائے اور یہ حالت ایسی دوام پذیر ہو جاتی ہے کہ انہیں موت تک کی فکر نہیں رہتی اور یہ دنیا کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے ہیں اور انہیں اس بات کی بالکل خبر نہیں رہتی کہ تمام دنیا پر معشوقِ حقیقی کا قبضہ ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے اور چاہے گا ویسا کریگا، علاوہ ازیں دنیا کے عاشق اس بات سے بھی صرف نظر کر لیتے ہیں کہ ہمیں آخرت کا کٹھن سفر بھی درپیش ہوگا۔

(۱۳) اے بھائی! غور و فکر اس بات کی کرو کہ تمہیں ایک زبردست مہم حل کرنی ہے اس لئے تمہیں اپنے لئے ایک مونس و ہمدرد کی ضرورت ہے، ذرا ہوش کرو اور اس بات کا یقین کر لو کہ تم بحالتِ موجودہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے غلام بن چکے ہو اس سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کرو۔

(۱۴) اے بھائی! کچھ معلوم نہیں کہ خیالات و افکار تمہیں کس بدحالی تک لے جائیں (اب تو کچھ معلوم نہیں ہو رہا) البتہ جب

بدنصیبی اور بدقسمتی ظاہر ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہ بدبختی اور بدنصیبی دراصل بُرے خیالات اور نفس کی اتباع کا ہی نتیجہ ہے۔

(۱۵) اے بھائی! مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں مجھے اپنے کسی فعل کی خبر نہیں، البتہ میری زبان خدا کے قبضہ میں ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں کہوں جو دو عالم میں پسندیدہ ہوں۔

(۱۶) اے بھائی! مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ تم خودی پیدا کرو اور خودی ہی کے متمنی اور خواہشمند رہو، اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کر دیا اور جو چاہے گا وہی کرے گا، کسی کو اس کے ارادے میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

(اخبارالاخیار: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ رضی اللہ عنہ چالیس سال کی عمر میں دہلی پہونچے۔ آپ کی عمر کا اکثر حصہ استغراق وجذب میں گذرا جب جذب اور قوی ہوا تو استغراق کا غلبہ ہوگیا حتیٰ کہ دنیا و مافیہا سے آپ غیر متوجہ ہوگئے اسی حالت میں انتقال ہوا۔ اسی حالت میں تین دن تک گذر گئے کسی کو وفات کی خبر نہ ہوئی، تیسرے روز چرواہوں نے نعش مبارک دیکھی کفن و دفن کا انتظام کیا۔

سنِ وفات ۷۴۴ھ ۱۳ رمضان المبارک ہے تاریخ وفات یا ''شرف الدین ابدال'' نکلتی ہے۔

(سوانح شہباز، صفحہ ۱۶۸)

لعل شهباز قلندر رحمة الله عليه

آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی مخدوم سید حافظ محمد عثمان المرندی ہے آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان آسودہ حال تھا۔ مرند سے سہون شریف (سندھ) ہجرت کر آئے۔ جب تشریف لائے تو مختصر لباس اور عصاء کے سوا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا، آپ رضی اللہ عنہ پر کئی کئی دن استغراق میں گذر جاتے کچھ کھانے کا نام نہ لیتے۔

تاتاریوں کا عظیم فتنہ شہباز قلندر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رونما ہوا، اسی فتنہ کی وجہ سے مروند سے سہون شریف آئے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب تیرہویں پشت میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے مروند تبریز کے شمال مغرب میں چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے خود فرماتے ہیں

منم عثمان مروندی که یار خواجهٔ منصورم عامت می کند حلقے پروانه که من دارے رقعم.

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵۵۲ھ اور وفات ۶۵۰ھ میں ہوئی۔ عمر کا ساتواں سال تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ حافظِ قرآن ہوگئے اس کے بعد مروجہ علوم پڑھا۔ انگریز سیاح لفٹینٹ برٹن لکھتا ہے، شیخ عثمان المروندی لسانیات کے زبردست عالم اور گرائمر کے اُستاد تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ بلند پایہ عالم اور مفکر ہونے کے ساتھ مصنف بھی تھے۔ چند کتب کا نام آپ رضی اللہ عنہ کی سوانح میں ملتا ہے ان

میں ''میزانِ الصرف'' بھی لکھی گئی ہے۔ (صفحہ ٦٧)

حج بھی ادا کیا جب مدینہ طیبہ پہونچے تو حضور سرورِ عالم ﷺ سے والہانہ محبت کا یہ حال تھا کہ گریہ تھمتا نہ تھا۔ حج سے فراغت کے بعد بغداد پہونچے وہاں سے منزل بمنزل سہون شریف پہونچے اور یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ یہ مختصر سا خاکہ فقیر نے آپ کی ''سوانح شہباز'' سے لیا ہے۔

قلندر کی صفات

قلندر کہنے کو تو ہزاروں ملیں گے لیکن علمی قلندر کوئی کوئی ہوگا یہی کیفیت سیدنا شہباز قلندر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ سوانح نگار نے صفحہ ٧٧ سے صفحہ ١١٨ تک آپ کی صفات اور سیرت و کردار بیان فرمایا ہے وہی تصور جمائیں تو ایک باعمل کامل ولی اللہ کا ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح کے قلندر ہوں تو ہمارے سر اور ان کے پاؤں ہم اپنے سر کا تاج سمجھ کر انہیں چومتے نہیں تھکیں گے۔ ہاں لاف وگزاف اور نام کے قلندروں کو ہمارا دور سے سلام۔ خلاصہ یہ کہ قلندر کے لقب سے ان تینوں بزرگوں کو بہت بڑی شہرت ہے اور حقیقی قلندر ہیں بھی یہی لیکن اڑھائی قلندر کا تصور کسی کا ایک ذہنی اختراع ہے جسے اُصولِ تصوف و شرع قبول نہیں کرتے۔ اب ان تینوں میں سے جسے جو چاہیں کہہ لیں ہاں ویسے تو دنیا میں بیشمار قلندر مشہور ہیں مثلاً حضرت علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کو بھی لوگ قلندر لاہوری کہہ دیتے ہیں جو اُصولِ اسلامی کے مطابق نہیں اور نہ ہی مذکورہ تحقیق کے موافق ہے۔ یونہی غوث علی شاہ پانی پتی بھی قلندر کے نام سے مشہور کئے جاتے ہیں لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان کی متعدد شرعی اور بدمذہبی (وہابیت) غلط عقیدتی کی مثالیں فتاویٰ رضویہ میں واضح فرمائی ہیں اسی لئے ان کو بھی قلندر کہلوانے کا حق نہیں۔

ارادہ تھا کہ سلسلۂ قلندریہ کے اُولیاء و علماء کا مفصل تذکرہ پیش کردوں لیکن ضخامت موجب طوالت سمجھ کر اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے ویسے جن چند اسماء گرامی کا ذکرِ خیر اس رسالہ میں آ گیا ہے وہ بھی اہلِ دل کے لئے کافی ہے ہاں ناسمجھ اور ضد کا مارا نہ سمجھے تو اسے خدا سمجھے۔ ہم نے اپنی استطاعت پر جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذلک ھذا آخر والصلوٰۃ والسلام

علیٰ حبیبه الکریم وعلی آله واصحابه اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القاری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان یکم رجب المرجب ۱۴۲۰ھ